Sept, 1975
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور
بیادگار اعلیٰحضرت امیر ملت مولانا الحاج
پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث
علی پوری
نگران اعلیٰحضرت مولانا الحاج جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاہور
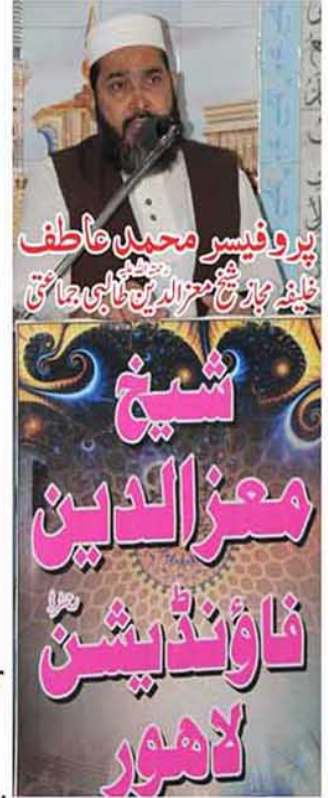
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

بامداد وعطائی
حضرت مولانا الحاج
سراج الملت پیر سید محمد حسین
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ سرپرستی
حضرت مولانا الحاج شمس الملت
پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

زیر سایۂ الطاف
حضرت مولانا الحاج
پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب
مد ظلہ العالی

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

بابت
ستمبر ۱۹۷۵
جلد ۷۰
شمارہ ۱

مدیر مسئول
مولانا
غلام رسول گوہر

قیمت فی کاپی ایک روپیہ

ترتیب

○ یہ سرخ نشان اس لئے ہے کہ اس ماہ سے آپ کا چندہ ختم ہے ۔

ادارۂ تحریر
حضرت مولانا پیر سید افضل حسین شاہ صاحب
حضرت مولانا پیر سید منور حسین شاہ صاحب
حضرت مولانا میاں ضیاء احمد گوہر
جناب بابو محمد صادق صاحب قصوری
مولانا عبدالرسول صاحب مرتضائی ایم اے

بدل اشتراک

زر سالانہ	دس روپے
سرپرست حضرات سے	ایک سو روپے
معاونین سے	پچاس روپے

ایڈیٹر و پبلشر: مولانا غلام رسول گوہر - مطبع لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور مقام اشاعت کوٹ عثمان خاں قصور

جماعت شاہ کے در سے ہی عرفاں کی ضرورت ہے

شاعرِ انوار الصوفیہ
راجا رشید محمود
ایم۔ اے

شریعت کے لئے بالغیب ایماں کی ضرورت ہے
سفینے کے لئے مشکل کشا ہے نام یزداں کا
حضورِ سرورِ عالمؐ سے یثرب کو جو نسبت ہے
جواں مردوں کو، دل والوں کو، باہمت جوانوں کو
چمن کے ذکر میں لازم ہے گل کی بات، اے ہمدم!
کوئی غم ہو تو اس کے واسطے غم خوار بھی ہوگا
جو نوشہ ہو، اسے بیشک ہے سہرا باندھنا لازم
خلافِ عقل جب چلنا ہی ٹھہرے شرط الفت کی
جو یہ کھیتی پڑی ہو بنجر اک مدت سے اے ہمدم!
چمن میں پھول کھلنے ہوں، بہاریں آنے والی ہوں
کوئی افسانہ لکھنا ہو دھندلکوں کے تعاون سے
پہنچنا چاہے اپنی منزلِ مقصود پر کوئی
اگر صبحِ درخشاں مطمحِ تلب ونظر کر لو
تمہ آموزیٔ لیلےٰ کو حاجت ہے تو محمل کی
بلتا ہو اگر سوچوں کے دھارے کو کسی جانب
مسرت نا اگر محفل کوئی برپا ہی کرنی ہو
خدا کی ذات کا عرفاں مشکل ہے بجز اس کے
اگر مرشد کے دل کے نور میں تم جھانکنا چاہو
اگر ہو دل میں ذوقِ معرفت کی لاگ، اے یارو!

طریقت کے لئے ذوقِ فراواں کی ضرورت ہے
خلل آمیزیٔ ساحل کو طوفاں کی ضرورت ہے
تو ذکرِ حضرتِ یوسفؑ کو کنعاں کی ضرورت ہے
غزل خواں کی نہیں، مردِ رجز خواں کی ضرورت ہے
دلیلِ حُسنِ گل صوتِ ہزاراں کی ضرورت ہے۔
سرشکِ چشمِ مضطر کو بھی داماں کی ضرورت ہے
دُلہن کے واسطے ماتھے کی افشاں کی ضرورت ہے
جنُوں کو فصل کو جیب وگریباں کی ضرورت ہے
تو کشتِ قلب کو ابرِ بہاراں کی ضرورت ہے
تو گلشن میں نسیمِ سنبلستاں کی ضرورت ہے
تو اے لیکھک! تجھے عنوانِ مژگاں کی ضرورت ہے
سفر کے واسطے شوقِ فراواں کی ضرورت ہے
تو اک شمعِ سرِ شام شبستاں کی ضرورت ہے
جنونِ قیس کو دشت وبیاباں کی ضرورت ہے
تو دل میں انقلاب حشر ساماں کی ضرورت ہے
تو ہر سینے میں اک جشنِ چراغاں کی ضرورت ہے
کہ آخر صحبتِ گوشہ نشیناں کی ضرورت ہے
تو اپنے دل میں موجِ نورِ ایماں کی ضرورت ہے
جماعت شاہ کے در سے ہی عرفاں کی ضرورت ہے

اگر اسلام کی خدمت کا ہو محمودؔ کچھ جذبہ
کسی کے ہاتھ پر تجدیدِ پیماں کی ضرورت ہے

آغازِ سخن

واعظین زمانہ، یا قصاص یا ذاکرین لوگوں کو وعظ سناتے ہیں یا دین کی تحریف کرتے ہیں

علماء دین، دین کے ستون ہیں۔ ان کی ادنیٰ سی لغزش یا بھول قوم کی ضلالت اور ہلاکت و بربادی کا موجب بن سکتی ہے۔ ان کا عمل اور کردار اور شکل و صورت شریعتِ مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ان کا ظاہر و باطن دینِ حق کے انوار سے مزین اور ان کا کردار سنتِ رسول سے آراستہ ہونا لازم ہے۔ ان کا قول محقق و مستند ہونا چاہیئے۔ وہ دین حق کے امین ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ وہ قوم کی رہنمائی کریں۔ اور صراطِ مستقیم پر چلائیں۔ اور اس کو صحیح نظریات و فکریات کی تعلیم دیں اور اعمال صالحہ کا نہایت درست اور ٹھیک نقشہ لوگوں کے سامنے رکھیں

قرآن اور حدیث اور تفسیر اور مسائل فقہ کا بیان کرنا اور انکا سمجھانا اور لوگوں کے دلوں میں بٹھانا ان کا کمال ہے اور یہی ان کا فرض ہے۔ نغمہ سرائی اور اشعار خوانی، موضوع اور من گھڑت قصے کہانیاں بیان کرنا اور مسخروں کا سا انداز تکلم اختیار کرنا کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ معیوب اور علماء کی شان سے بعید ہے۔ علماء کی شان یہ ہے کہ بوقت گفتار متین و سنجیدہ ہوں۔ جس طرح انبیاء نے اپنی قوموں کو تبلیغ کی ہے۔ اسی طرح علماء کو جو انبیاء کے وارث ہیں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ جو بات دین کی کہیں دلائل و براہین کی روشنی میں کہیں۔ محققین اہل سنت و جماعت اور ائمہ دین اور اکابر ملت نے جو اپنی تصنیفات میں لکھا ہے، اس کے حوالے سے کہیں۔ ایسی کوئی بات کہنا جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں ہے، اسلام کی تبلیغ نہیں تحریف ہے

یہودیوں کی تحریفات کا قرآن میں اللہ تعالےٰ نے بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ تاکہ ہمارے علماء کو سبق حاصل ہو۔ اور تحریف سے پرہیز کریں۔ علماء یہود کی احکام خداوندی اور

آیاتِ تورات کی تحریف کا موجب دنیا کی طمع اور اسکی محبت تھی۔ وہ ہوائے نفس کا اتباع کرتے ہوئے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے انکی مرضی کے مطابق آیات تورات کی غلط تاویلیں کرتے تھے۔ یا جن آیات کا وجود انکی دنیوی ترقی اور ان کی عزت و ریاست اور وقار کے خلاف تھا، ان کو انھوں نے تورات سے خارج کر دیا۔ اور اپنی طرف سے کچھ لکھ کر اس میں داخل کر دیا۔

مقامِ افسوس ہے! آج ہمارے واعظین بھی کچھ اسی طرح کا دھندا کر رہے ہیں۔ علم ہوتا نہیں مگر علماء کا لباس زیب تن کرتے ہیں اور وعظیں، تقریریں کرتے ہیں۔ حالانکہ وعظ کا حق ان لوگوں کا ہے جو علم میں راسخ و مضبوط ہیں۔ مجھے پچھلے دنوں ایک دو جلسوں کی صدارت بخشی گئی۔ لاہور سے مولوی بلائے گئے جو انھوں نے وعظ کیا اس میں کوئی ایک بات بھی انھوں نے مدلل نہیں کی۔ صرف عنوان معراج النبی تھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا۔ اس آڑ میں انھوں نے جو کچھ بیان کیا وہ موضوع تھا اور من گھڑت۔ معراج کا ذکر حضور نبی کریمؐ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ اور صحیح معراج وہی ہے جو صاحبِ معراج نے بیان فرمایا۔ مگر یہ لوگ احادیث کو نہیں جانتے اس لئے اُس کے بیان کی بجائے اپنے پاس سے گھڑ کر بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام قاب قوسین ادنیٰ تک پہنچے۔ جسکی تفسیر یہ کی رب تعالےٰ اور اس کے پیارے کے مابین معمولی سا فرق رہا۔ یعنے یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے اور رب تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب کو خوب سیر ہو کر دیکھا۔ (لاحول ولا قوۃ) کیا رب تعالےٰ مجسم ہے کہ اس نے اپنے محبوب کو سامنے بٹھایا اور اپنی آنکھوں سے مخلوق کی طرح خوب جی بھر کر دیکھا۔ کیا رب تعالےٰ زمین پر اپنے پیارے محبوب کو نہیں دیکھتا۔ رب تعالےٰ کا کوئی مکان ہے جہاں اس نے اپنے پیارے کو دیکھنے کے لئے بلایا۔

یہ واعظین قوم! یہ نہیں جانتے کہ رب تعالےٰ مکان و زمان کی قیود سے پاک ہے۔ مکان و زمان کی قیود علاماتِ حدوث سے ہیں۔ اور وہ حادث نہیں۔ اسی آیت فکان قاب قوسین او ادنےٰ کی تفسیر میں کہا مُلّاں و دشمنِ دین (یعنے وہابی، دیوبندی) ضمائر جبرائیل کی طرف پھیرتا ہے اور یہ کفر ہے (لاحول ولا قوۃ) جملہ مفسرین نے ان آیات میں جو سورۃ نجم میں آئی ہیں جن سے علماء نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراجِ جسمانی کا استنباط کیا ہے، ضمائر جبرائیل کی طرف ہی پھیری ہیں۔ جن میں جلال الدین سیوطی اور جلال الدین محلی سرفہرست ہیں۔

معراج کی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا - اللہ تعالے نے جبرائیل کے ہونٹ کافور سے اسی لئے پیدا کئے کہ وہ شب معراج میں آپ کے پاؤں کا بوسہ لے کر آپ کو بیدار کرے۔ اس سے آگے کہا حضور کو پتہ تھا کہ آج جبرائیل آئے گا اور میرے پاؤں کا بوسہ لے گا۔ اس لئے آپ مصنوعی طور پہ چادر اوڑھ کر سو گئے اور دائیاں پاؤں جبرائیل کے بوسے کے لئے ننگا رکھا۔ پھر فرمایا جب کوئی سفر پر جاتا ہے تو گھر سے کچھ نہ کچھ کھا کر نکلتا ہے - آپ کے پاس اسوقت انجیر تھا آپ نے وہ کھایا۔ اللہ نے قرآن میں انجیر کی قسم کھائی - محبوبا مجھے انجیر کی قسم ہے (یہاں بڑے زور سے ایک نعرہ بلند ہوتا ہے) اور واعظ صاحب جوش مسرت میں کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں پھر فرمایا کہ آپ نے براق پر سوار ہونے سے قبل زیتون کا تیل اپنے بالوں میں لگایا، منہ پر ملا تو اللہ نے زیتون کے تیل کی قسم کھائی - اور اس کے بعد بطور استشہاد کے بڑی ترنم سے پڑھا والتین والزیتون - لوگوں نے پھر ایک زوردار نعرہ بلند کیا کہ مسجد کے در و دیوار گونج اٹھے - پھر فرمایا کہ قاعدہ ہے جس نے سر کے بال رکھے ہوں وہ اپنے بالوں کو تیل لگا کر اپنے منہ پر ان کو لٹکا کر شانہ کرتا ہے - اللہ تعالے نے قسم کھائی والضحیٰ والیل اذا سجی - محبوبا تیرے منہ کی قسم ہے تیری کالی زلفوں کی قسم ہے جنہوں نے تیرے منہ کو ڈھانکا۔ سننے والوں نے اس کی بھی خوب داد دی -

اس کے علاوہ ایک واعظ صاحب وہ بھی لاہور سے تشریف لائے ہوئے تھے - انکا تعارف علامہ کے لفظ سے کرایا گیا انھوں نے کہا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں سوتے تھے اور معراج کی رات آئی تو آپ سو گئے - سامعین نے بڑی فراخدلی سے داد دی - ایک جگہ فرمایا اللہ محیط نہیں - اصل میں یہ لفظ انھوں نے محاط کی جگہ پر ارشاد فرمایا تھا - براق کو را کی تشدید کے ساتھ بولتے رہے اور کہا یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے - یہ ان دو عالموں کے وعظوں کا تھوڑا سا اقتباس ہے - ایسے واعظین اور مولویوں کا وعظ قوم کے لئے نفع مند نہیں ہے بلکہ عوام اور قوم کی گمراہی کا موجب ہے - اس لئے کہ وہ ان کو عالم خیال کرتے ہیں اور وہ جو کچھ ہر قسم کی خرافات و بذیانات .... ہیں - اپنے دلوں میں بٹھا لیتے ہیں جس سے وہ گمراہ ہو جاتے ہیں -

اس قسم کے بے علم علماء جبہ فروش دستار پوش، دین کی تبلیغ نہیں تحریف کرتے ہیں -

ترجمہ

تفسیر جلالین

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ اور بیشک آیا تمہارے پاس موسیٰ روشن دلائل لے کر: یعنی معجزات مثل عصا اور ید اور فلق بحر کے۔ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ: پھر تم نے بچھڑے کو معبود بنایا: مِنْ بَعْدِهِ: اس کے بعد، یعنی موسیٰ کے میقات کی طرف چلے جانے کے بعد: وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ٥ اور تم نے ظلم کیا بہ سبب بچھڑے کی عبادت کے۔ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا۔ اس چیز پر عمل کرنے پر جو تورات میں ہے۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ اور ہم نے تمہارے اوپر طور کو جو ایک پہاڑ ہے، اونچا کیا جب تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا، تاکہ وہ تمہارے اوپر گر پڑے۔ وَقُلْنَا خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ اور ہم نے کہا پکڑو وہ چیز جو ہم نے تمکو دی قوت کے ساتھ۔ یعنی محنت اور کوشش کے ساتھ وَاسْمَعُوا اور تم قبول کرنے کی نیت سے سنو اس چیز کو جسکا تمہیں حکم دیا گیا ہے قَالُوا سَمِعْنَا انھوں نے کہا ہم نے تیرے قول کو سنا وَعَصَيْنَا اور ہم تیرے امر میں نافرمانی کریں گے۔ وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ اور پلائے گئے وہ اپنے دلوں میں بچھڑا: یعنی اسکی محبت ان کے دلوں میں رچ بس گئی جسطرح پانی کسی چیز میں رچ بس جاتا ہے بِكُفْرِهِمْ قُلْ بہ سبب ان کے کفر کے اے پیغمبر! آپ ان کو کہدیں بہت بُری چیز ہے يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ جس کے ساتھ تمہارا ایمان بالتورات تمکو حکم کرتا ہے۔ اور وہ بُری چیز کیا ہے؟ بچھڑے کی عبادت إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ٥ اگر تم ایمان رکھنے ہو ساتھ تورات کے جیساکہ تمہارا زعم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم ایمان دار نہیں ہو۔ اس لئے کہ ایمان بچھڑے کی عبادت کا حکم نہیں کرتا۔ اور اس آیۃ میں جو مخاطبین ہیں ان سے مراد ان کے آباء و اجداد ہیں۔ یعنے اے یہود! تم بھی اپنے آباء و اجداد کی طرح ہو تمہارا بھی تورات پر ایمان نہیں جبکہ تم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی حالانکہ ایمان بالتورات آپ کی تکذیب کا حکم نہیں کرتا۔

علاماتِ قربِ قیامت کے ظہور کے سلسلہ کی سولہ علامات پر حدیث پاک

قیامت کی علامات میں سے اکثر و بیشتر علامات کا ظہور ہو چکا - بقیہ لگاتار ظاہر ہو رہی ہیں ہر مسلمان کو انکی جانب توجہ کے ساتھ سابقہ گناہوں سے تائب ہونا چاہیئے - عیاشیوں، بے حیائیوں، بداعمالیوں، ترکِ نماز و سنتِ رسول پاک اور خدا تعالےٰ کی گرفت و عذاب کو دعوت دینے والے افعال و اقوال سے اجتناب کرنا چاہیئے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْئُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَآءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ

(مشکوٰۃ و ترمذی)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ راوی ہیں - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ -

۱- جب غنیمت (قومی مال) کو اپنی دولت
۲- امانت کو غنیمت ۳- زکواۃ کو ٹیکس بنا لیا جائے ۴- علم غیر دین (یعنی دنیوی مقاصد) کیلئے سیکھا جائے -
۵- آدمی اپنی ماں کی نافرمانی اور
۶- اپنی بیوی کی اطاعت کرے -
۷- اپنے دوست کو قریب اور اپنے
۸- باپ کو دور کرے -
۹- مسجدوں میں آوازیں (شور دنیوی) بلند ہوں
۱۰- بدکار آدمی اپنے قبیلہ کا سردار بنے -
۱۱- قوم کا رہنما (لیڈر) کمینہ و رذیل آدمی ہو-

۱۲۔ آدمی کی عزت (مالدار وذی اقتدار) اس کی شرارت کے ڈر سے کی جائے۔

۱۳۔ رنڈیاں (گانے بجانے والی رقاصائیں)

۱۴۔ اور گانے بجانے والے آلات لہو و لعب عام ظاہر ہوں۔

۱۵۔ شراب پی جائیں۔

۱۶۔ اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعن طعن کریں۔ تو اسوقت سرخ آندھی، زلزلے (زمین میں دھنسنے) شکلیں بگڑنے، پتھر برسنے اور علامات قیامت کا انتظار کرنا جو لگاتار ہونگی جسطرح تسبیح (ہار) کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے لگاتار اس کے دانے گرتے ہیں

کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ قدرت کے انتباہ اور حالیہ ہولناک سیلابوں سے عبرت پکڑنے کے برعکس دنیا کے شیدائی اسی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلافِ اسلام کاموں میں منہمک ہیں۔ مولائے کریم سمجھ اور احساس کی دولت بخشے۔ آمین

اپیل

بہت سے غرباء کی طرف سے جن میں دینی مساجد کے طلباء اور ائمہ مساجد اور علماء کرام اور واعظین حضرات شامل ہیں خطوط آئے ہیں کہ ان کو زکوٰۃ فنڈ سے سیرتِ امیرملت کا مبارک نسخہ عطا کیا جائے تاکہ وہ بھی رہنمائے طریقت حضرت امیرملت کی سوانح حیات کے پاکیزہ اور نورانی آثار و فیوض سے بہرہ یاب ہوں اس لئے مخیر حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ سے جس قدر ممکن ہو رقم ارسال کریں۔ تاکہ اس سے جتنے مستحقین کے لئے ممکن ہو ان کو سیرت امیرملت کا ایک ایک نسخہ بھیجا جا سکے۔

(گوہر)

اشکِ بے اختیار

تحریر: مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری

ابھی حج میں چند دن باقی تھے کہ دفعتہً دل و دماغ پر مدینہ منورہ کی حاضری کا شوق پوری شدت سے چھا گیا۔ اب میں ایک مرکب تھا اور غلبہ شوق شہسوار، بس اٹھا اور مکہ مکرمہ سے جدے روانہ ہو گیا۔ جدے پہنچ کر ایک ٹیکسی پر بیٹھا، تین دوسرے مسافر تھے، جن میں ایک عورت بھی تھی۔ جدے سے مدینے تک کی مسافت اونٹوں پر شاید دس دنوں میں طے ہوتی تھی۔ اب پانچ گھنٹے لگتے ہیں۔ کار کہیں سو کلومیٹر کی رفتار سے چلتی کہیں ایک سو بیس پر میٹر کی سوئی آ جاتی کہیں ایک سو چالیس کو چھو لیتی۔ ٹیکسی کا ریڈیو شروع سے آخر تک کھلا رہا۔ اونٹ کی جگہ موٹر نے لے لی ہے اور حدی خوانی کی جگہ عربی نغمے آ گئے ہیں۔ اگر آپ ڈرائیور سے ریڈیو بند کرنے کی فرمائش کریں تو نہیں مانے گا، زیادہ اصرار کریں گے تو لڑ پڑے گا۔ اور زیادہ زور ڈالیں گے تو چلنے سے انکار کر دے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ بغیر ریڈیو نے انہیں نیند آنے لگتی ہے اور اس میں کار اور اہل کار دونوں کی جانوں کا خطرہ ہے۔

راستے میں مقام بدر آیا، یہاں ٹھہر کر چائے پی۔ مغرب یہیں پڑھی۔ معرکۂ بدر کا اصل مقام تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ تاریکی ہونے لگی تھی، وقت کم تھا۔ مدینے کی حاضری کا شوق غالب تھا اور دوسرے رفقائے سفر کی مرضی کے بغیر کوئی الگ راہ اختیار نہ کی جا سکتی تھی، اس لئے میدان بدر کے تفصیلی معائنے کا موقعہ نہ تھا، مگر جب تک وہاں ٹھہرا رہا، چشم تصور میں تفصیلات غزوہ بدر ایک مقدس فلم کی طرح گھومتی رہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حق و باطل کا پہلا معرکہ ہوا تھا اور پہلی بار کفر کی کمر ٹوٹی تھی۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں تین سو تیرہ اہل ایمان فروکش تھے۔ جن سے بہتر امت، چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ معلوم نہیں کن خوش فہم توہم پرستوں نے تین اور تیرہ کے اعداد کو نحس قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ ان سے زیادہ مبارک عدد کوئی نہیں۔

بدر سے روانہ ہونے کے بعد آرزو تھی کہ کاش جلد پہنچ کر مسجد النبیؐ میں نماز عشاء باجماعت پڑھ لوں۔ مگر یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ کار کی رفتار سے کہیں زیادہ بے تابی کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی۔ کئی میل باہر

ہی سے مسجد النبیؐ کے دونوں روشن منیار نظر آئے، جو برقی قمقموں سے بقعۂ نور بنے ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی قلب الٹنے لگا۔ ایک چیخ نکلی اور آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔ بچپنے سے ایک شعر یاد تھا۔ وہ سامنے آگیا۔ ؎

ھاتیک روضۃ تفوح نسیما صلوا علیہ وسلموا تسلیما

"یہ ہے وہ روضہ جو خوشگوار نسیم پھیلا رہا ہے۔ اس رسولؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجو"۔

اتنا یاد ہے کہ زبان پر درود جاری تھا۔ کون سا درود؟ یہ یاد نہیں، میری حالت دیکھ کر ایک رفیقِ سفر وحدہٗ لا اللہ کہہ کہہ کر مجھے تسکین دینے لگا۔ اسے کیا معلوم کہ ا۔

وان شفائی عبرۃ مھراقۃ

"بہتے ہوئے آنسو ہی میری تسکین وتشفی کا ذریعہ ہیں"۔

شوق پوری بے تابی کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔ اے کاش میری نادم اور اشک بار آنکھیں پاؤں بن جائیں اور نگاہوں کے سہارے دیارِ حبیب تک سر کے بل چل سکتا۔ اس بے تابی کے باوجود محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی چیز مجھے آگے جانے سے روک رہی ہے ——— عمر بھر کی نافرمانیاں، سیاہ کاریاں سامنے تھیں۔ اپنا اعمالنامہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ جسے میں پڑھ رہا تھا۔ بار بار خیال آتا تھا۔ کہ یہ نجس قدم کس پاک سرزمین کو روندنے جا رہے ہیں۔ دل چاہ رہا تھا کہ اتر کر چپے چپے کی خاک اپنی آنکھوں سے لگاؤں۔ معلوم نہیں آقائے دوجہاںؐ کے قدم کہاں کہاں پڑے ہوں گے۔ اپنی ساری زندگی کی سیاہ کاریوں کے باوجود صرف ایک آس تھی جو مجھے کشاں کشاں لئے جا رہی تھی یہ ایک قرآنی آیت تھی جو ڈوبتوں کے لئے تنکے کا سہارا بن رہی تھی۔

ولو انھم اذ ظلموا جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما

"یہ لوگ زیادتیاں کر کے اگر آپ کے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت کرتے اور رسول بھی ان کے لئے طالب مغفرت ہوتا تو وہ اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحمت والا پاتے"

شب کو ایک ہوٹل میں قیام کیا، تہجد کے وقت مسجد النبیؐ کے اندر اپنے معاصی کا بوجھ لئے داخل ہوا۔ نماز صبح کی دعا سے فارغ ہوا۔ اور ذرا دیر بعد اجالا ہوتے ہی اس قبۂ خضراء پر نظر پڑی۔ جس کے اندر حاصلِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دو مقدس رفیقوں کے ساتھ آرام فرما ہے۔ ؎

خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است اے خنک شہرے کہ آں جا دلبر است

طور موجے از غبار خانہ اش کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

خوب کہا ہے کہنے والے نے، ؎

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو　　اعلیٰحضرت

وہ شعر اور بھی سن لیجئے جو روضۂ اقدس پر لکھے ہیں۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ　　فطاب من طیبہن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ　　فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

"اے وہ بہترین ہستی جس کی ہڈیاں زمین ہموار میں دفن ہیں اور جس کی خوشبو سے ہموار زمین اور ٹیلے مہک اٹھے۔ میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ سکونت پذیر ہیں اور جس میں عفاف بھی ہے جود بھی ہے اور کرم بھی۔"

روضۂ پاک پر نظر پڑتے ہی اپنا سارا وظیفہ بھول گیا، دیوانوں کی طرح اُدھر بھاگا۔ مجمع کو چیرتا پھاڑتا روضے کے قریب پہنچا اور رک گیا اور آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کبھی کہتا اللھم صلی علیٰ الخ اور کبھی کہتا صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ۔۔۔ الخ شوق نے جو کچھ کہلوایا کہا، جو کچھ کرایا، کیا، اگر شریعت میں کوئی گنجائش پاتا تو شاید سجدہ ہی کر لیتا۔ صرف فرمان رسولؐ کا احترام تھا، جو سجدے سے مانع رہا، معلوم ہو رہا تھا کہ سیلاب گریہ و بکا کے بند ٹوٹ گئے ہیں۔ جب بھی زور سے چیخ نکلی تو لاترفعوا اصواتکم ۔۔۔ الخ نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ شوق اور ادب کی ایک کشمکش جاری تھی اور میں دونوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ کبھی ادھر جاتا اور کبھی اُدھر۔ زائرین کے دھکوں کا بھی مزہ لوٹتا رہا اور روحانی دھکوں کا لطف بھی لیتا رہا۔ ایک طرف میرا سیاہ نامۂ اعمال اور دوسری طرف لاتقنطوا کی پکار۔ ادھر شرم و ندامت سے گردن جھکی ہوئی۔ اور اُدھر بالمومنین رؤف رحیم کی آغوش رحمت کھلی ہوئی۔ رویا، چیخا، تڑپا اشک ندامت سے تر کر کے صلوٰۃ وسلام کی ڈالی پیش کی۔ کیا بتاؤں مجھ پر کیا کیفیت طاری تھی؟ بس یوں کہہ لیجئے، گویا ایک انتہائی نافرمان و بدکردار فرزند اپنے روٹھے ہوئے باپ کے قدموں سے لپٹ کر طرح طرح سے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ باپ کی محض مثال ہے، ورنہ ہزاروں ماں باپ اس کی جوتیوں پر قربان ہوں، تو اس سے بڑی کوئی سعادت نہیں۔ اس بے خودی کے عالم میں کس کس طرف گیا، یاد نہیں۔ کیا دعائیں کیں یہ بھی یاد نہیں۔ یہ ایک کیف تھا جس نے سب کچھ بھلا دیا تھا۔

جنت البقیع بھی دیکھی، یہاں ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور دوسری امہات المؤمنین آرام فرما ہیں۔ یہاں سیدہ فاطمہؓ اور دوسری بنات مکرمات ہیں۔ یہاں حلیمہ سعدیہؓ ہیں۔ یہاں سیدنا عثمان ذوالنورینؓ ہیں۔ الی المدینہ

ع :- خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں ۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین

میدان اُحد بھی دیکھا ۔ سیدنا حمزہؓ اور تمام شہدائے اُحد ایک احاطے میں آرام کر رہے ہیں ۔ دیکھئے یہ وہ پہاڑی ہے جہاں تیرانداز متعین کئے گئے تھے اور خالی درہ دیکھ کر جناب خالدؓ نے حملہ کیا تھا ۔ وہ دیکھئے وہ پہاڑی ہے، جہاں سیدؐ کونینؐ جلوہ افروز تھے، سیرت نبویؐ کا یہ اہم باب پوری طرح آنکھوں کے سامنے گھوم گیا ۔ ان شہدا کا رتبہ کون پا سکتا ہے!

اللہ اکبر، یہ دیکھئے یہ وہ مقام ہے جہاں مدینۃ الرسولؐ کے گرد خندق کھودی گئی تھی ۔ یہ وہ ٹیلہ ہے جہاں سرورِ کائناتؐ نے بیٹھ کر دعا فرمائی تھی اور دشمنانِ دین کو ہزیمت ہوئی تھی ۔

ذرا یہ مسجد بھی دیکھئے جسے ذوالقبلتین کہتے ہیں، تحویل کعبہ کا حکم سنتے ہی یہاں سارے نمازی سمت کعبہ کی طرف مڑ گئے تھے ۔

اور یہاں ذرا اس مسجد کو بھی دیکھئے جو مسجد النبیؐ سے پہلے تعمیر ہوئی تھی جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے ۔ لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم ـ الخ اس کی بنیاد روزِ اوّل ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ۔ اس مسجد میں، میں نے مغرب پڑھی، اس مسجد نے مجھ پر عجب کیفیت طاری کر دیا ۔ اس کی محراب سے آگے ایک شکستہ سا مکان ہے جو بند پڑا ہے ۔ یہ وہ مقدس مکان ہے جو کلثوم بن ہدم کا ہے ۔ آنحضورؐ نے یثرب میں داخل ہونے سے پہلے یہیں قیام فرمایا تھا ۔ واپسی پر یہاں کی سڑک پر کھڑا سوچتا رہا کہ حضورؐ ادھر ہی سے اپنے جاں نثاروں کے ساتھ گزرے ہوں گے ۔ راستے میں دو رویہ مشتاقانِ زیارت زن و مرد کی قطاریں لگی ہوں گی ۔ عورتیں دف لئے طلع البدر علینا --- کا استقبالی گیت گا رہی ہوں گی، بنی نجار کی بچیاں یہیں کہیں نحن جوار من بنی نجار الاپ رہی ہوں گی ۔ یہیں کسی جگہ حبشی بھی عید صالح کے نعرے لگا لگا کر اپنے ہتھیاروں کے ساتھ رقص کر رہے ہوں گے، مدینے میں سیدنا ابو ایوب انصاریؓ کا وہ مکان بھی دیکھا جہاں ہمارے جان و ایمان کے آقاؐ نے سات ماہ قیام فرمایا تھا ۔ ؎

گری پڑی ہے اک دنیا یہیں شوق گھسنے کو
جہاں ان کا قدم پڑتا ہے کعبہ ہو ہی جاتا ہے ۔

جدے میں ایک سلام لکھا ۔ بکھرے ہوئے جذبات ہیں ۔ ایک مصرعہ بھی قبول ہو جائے تو میرے لئے سب سے بڑی سعادت ہے ۔

سلام بر بارگاہِ خیرُ الانام صلی اللہ علیہ وسلم

السلام اے رسولِ انام السلام
السّلام السّلام السّلام السّلام

تیری آمد سے ہر سو اجالا ہوا
رتبہ آدمیت کا دوبالا ہوا
حق کا کونین میں بول بالا ہوا
پورا یوں مقصدِ حقتعالےٰ ہوا

السّلام اے رسولِ انام السلام
السّلام السّلام السّلام السلام۔

تجھ سے روشن ہوا عالمِ شش جہات
تو نے مردوں کو بخشی ہے تازہ حیات
جاگ اٹھی تیری آواز سے کائنات
سربسجدہ ہوئے سارے لات ومنات

السلام اے رسولِ انام السلام
السّلام السّلام السّلام السّلام

تیرے صدقے میں اے رحمتِ عالمین
حکمراں ہو گئے جو تھے صحرا نشیں
دب گئے تیری شوکت سے اعدائے دیں
ہو گئے فارس و روم زیرِ نگیں

السلام اے رسولِ انام السلام
السلام السلام السلام السلام

تو نے انساں کو بخشا مقامِ بلند
تیرے پیغام سے سب ہوئے ارجمند
مٹ گئے امتیازاتِ پست و بلند
خواجگی بندگی کی ہوئی راہ بند

السلام اے رسول انام السلام
السلام السلام السلام السلام

ترا قرآں میں مذکور خلقِ عظیم
تو ہے بالمومنین رؤف رحیم

ہے ہر اک کے لئے فیض تیرا عمیم
علم تیرا محیطِ جدید و قدیم
السّلام اے رسولِ انام السلام السّلام السّلام السّلام السلام

بھیک کا ٹھیکرا لیتے ہم آ گئے
چھوڑ کر ہم کہاں جائیں در کو ترے
یہ تو تیری خوشی بھیک دے یا نہ دے
تیرے در کے بھکاری صدا کر چلے
السّلام اے رسولِ انام السلام السّلام السّلام السّلام

اس طرف بھی عنایت کی ہو اک نظر
آئے ہیں تیری چوکھٹ پہ با چشم تر
آرزو ہے یہ عمر ہو ترا سنگ در
نکلے جانِ حزیں تیری دہلیز پر
السّلام اے رسولِ انام السلام السّلام السّلام السّلام

سبز گنبد کی آرام گہ کے مکیں
حاصل کائنات و زمان و زمیں
ہم ہوں جیسے بھی لیکن ہے اتنا یقین
ہم گنہگار تو شافع المذنبین
السّلام اے رسولِ انام السلام السّلام السّلام السّلام

یہ ندامت کے آنسو ہوں تجھ پر فدا
اے شہ دوسرا اے رسول خدا
ہو رہے ہیں ترے در سے اب ہم جدا
دے رہے ہیں بڑی دیر سے یہ صدا
السلام اے رسول انام السلام السّلام السّلام السّلام السّلام

مجھے نہیں معلوم کہ فنا فی الشیخ، فنا فی الرسولؐ اور فنا فی اللہ وغیرہ کون سے روحانی مقامات ہیں۔ بس اتنا ضرور ہوا کہ زیارت مدینہ کے بعد ارکان حج ادا کیے۔

آرزو صرف ایک پیدا ہوئی تھی جو دل میں تھی اور زبان پر نہ آئی تھی مگر وہ اسی دن پوری ہوئی۔ بعد عشاء سو رہا تھا کہ ایک مہربان نے جگایا اور میں چند لمحوں کے اندر وضو کر کے در کعبہ پر موجود تھا۔ بارہ چودہ لاکھ حاجیوں میں چند خوش نصیب تھے جن کو جوف کعبہ کے اندر داخل ہو کر ادائے نفل و دعا کی اجازت ملی تھی مٹی کا مکمل پہرہ تھا۔ اس لئے اجازت یافتوں کے سوا کسی اور کے لئے اندر رہنا ناممکن تھا۔ جانے والوں کے پہلے بیچ میں یہ سراپا ——— رو سیاہ بھی تھا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ آج میں خدا کی گود میں بیٹھا ہوں اور میری یہی نفل نماز ہے جس پر الصلوٰۃ معراج المومنین صادق آ رہا ہے۔ دعا و زاری کے بعد دروازے سے باہر آتے ہوئے محسوس ہوا کہ آج ہی شکم مادر سے باہر آ رہا ہوں۔ مقام ابراہیمؑ کے پاس ایک مولانا نے مجھے کھینچ کر معانقہ کیا۔ اس وقت مجھ سے نہ رہا گیا، اتنا بے تابی سے رویا کہ آواز بیٹھ گئی، حاضری مدینہ کا اثر اب بھی اتنا موجود تھا کہ مسجد حرام سے باہر نکلتے وقت زبان پر یہ شعر تھا ؎

از جمالِ تو کعبہ شد قبلہ
پیش ازیں ورنہ بود بت خانہ

معاونین رسالہ

سرپرستانِ رسالہ جنہوں نے اس ماہ رسالہ کی امداد فرمائی ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں

حضرت مولانا الحاج کوکب ہدایت خلیفہ مجاز اللہ و دعا با صاحب لائل پور — ۶۰ روپے

جناب عطاء اللہ صاحب خزانچی صاحب میانوالی — ۵۰ ،،

جناب عبدالسبحان صاحب پشاور — ۵۵ ،،

جناب نور احمد صاحب منڈی چشتیاں نے محدث علی پوری نمبر ۲۳ عدد بحساب تین روپیہ فی نسخہ خرید کئے اور یاران طریقت میں مفت تقسیم کئے جزاھم اللہ خیر الجزا! — ۶۹ روپے

محدث علی پور نمبر کے بہت سے شمارے دفتر میں موجود ہیں، مخیر حضرات اُن کو خرید کر مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

قیمت فی جلد تین روپے

رائے ونڈ کا سفر

آپ لوگوں نے ایک جماعت دیکھی ہو گی۔ جو بڑی سادہ لوح اور بھولی بھالی دکھائی دیتی ہے۔ انہوں نے اپنے سروں پر تابوتِ سکینہ کی طرح بستر اٹھائے ہوتے ہیں۔ موسم کی ستم رانی اور شدت سے بے نیاز ہو کر گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھرتے ہیں اور پھر کسی مسجد میں ان کا اوتارا ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی کتاب کھول کر بیٹھ جاتا ہے اور پڑھتا ہے اور دوسرے سنتے ہیں۔ وہ کسی سے فیس نہیں مانگتے۔ کھانا طلب نہیں کرتے۔ جب کھانا کھانے کا ٹائم آتا ہے تو ان میں سے چند آدمی خود کھانا تیار کرتے ہیں۔ کھانا پکانے کا مکمل سامان ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر ایک جگہ سنت نبوی کے مطابق اکٹھے بیٹھ کر کھانا تناول کرتے ہیں۔ مسجد کے امام صاحب سے ملتے ہیں اور لوگوں کو وعظ سنانے کے لئے ان کا تعاون حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بعض امام ان کو اجازت دے دیتے ہیں اور بعض مساجد میں ان کو دیکھ کر شور مچ جاتا ہے کہ یہ دہابی ہیں ان کو نکال دو۔ مسجد ناپاک ہو گئی ہے اس کو دھو ڈالو۔ پہلے تو ان کو بڑی نرمی سے کہا جاتا ہے کہ تم یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ۔ مگر انہوں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھائی ہوتیں سر جھکا کر خاموش ہو رہتے ہیں، جواب نہیں دیتے۔ کبھی بڑی مظلوم اور معصومانہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور زبان حال سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، ہمیں رہنے دو مگر ان پر کسی کو رحم نہیں آتا۔ نوجوان ان کا بستر اور سامان اٹھا کر باہر گلی میں پھینک دیتے ہیں۔ پھر وہ بازار میں کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ دیر تک دعا مانگتے ہیں، اور چلے جاتے ہیں، اور ہر ہر دکان پر بھی جاتے ہیں اور جو بھی کوئی ملتا ہے اگرچہ زمانے کا قطب ہی ہو، یا بڑا جید عالم ہو اس کی داڑھی کو ہاتھ لگا کر، تھپکی دے کر کہتے ہیں۔ حضور نماز پڑھا کریں۔ قطب، یا عالم دریائے حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ کیا میں بقول ان

کے بے نماز ہوں - یہ جماعت آپ جانتے ہیں کون سی جماعت ہے ؟ یہ جماعت تبلیغی جماعت ہے ، ان میں جو لوگ شامل ہوتے ہیں ان میں عالم کم اور جاہل بہت ہوتے ہیں - ان کو اکثر کہا جاتا ہے کہ دین کی تبلیغ کے لئے ایک چلہ نکالو - تمہارا حشر قرون اولیٰ کے مبلغین کے ساتھ ہوگا - ان کا مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور میں ہے - سال بعد ان کا وہاں بہت بڑا اجلاس ہوتا ہے - اور خطہ خطہ اور ملک ملک کے بنی آدم وہاں جمع ہوتے ہیں - یہ جماعت عقیدۃً دیو بندی مکتبہ فکر سے منسلک ہے ان کی تبلیغ کا جو اصولاً سقم ہے وہ انہیں کے ہم مسلک مولانا شیخ غلام احمد صاحب نقشبندی مدیر ماہنامہ الجاہد بار برٹن نے بہت عمدہ رقم فرمایا ہے - قارئین کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرنے کے لئے ہم اس کو ذیل میں بجنسہٖ نقل کرتے ہیں - (ادارہ)

میرے والد صاحب اللہ تعالےٰ ان کا سایہ بلاز کرے ایک دین دار اور باحمیت مسلمان ہیں - اسی (۸۰) سال کے لگ بھگ عمر ہے - اپنی عمر کا بیشتر حصہ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں گزرا - اور کچھ حصہ احیاء دین کی تحریکوں میں بسر ہوا - تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرنے پر دو سال قید بامشقت سزا سنائی گئی - اس طرح ۵۳ء میں مرزائیوں کے خلاف ضلع شیخوپورہ کی قیادت کرنے پر بورسٹل جیل میں نظر بند کر دیئے گئے - آج اس عمر میں بھی کئی دینی مدرسوں کی انتظامیہ کے صدر ہیں - الحمد للہ صحت اچھی ہے - اولیاء کرام اور علماء عظام کی صحبتوں میں بیٹھتے رہے ہیں - آج کل وہ رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت میں چلہ لگا رہے ہیں اس سے پہلے بھی وہ اس سلسلہ میں کافی وقت دے چکے ہیں تین چلے حجاز میں اور تین چلے مشرقی پاکستان میں بھی لگا چکے ہیں ، ان کی خواہش ہے کہ میں بھی ایک آدھ چلہ ضرور لگاؤں مگر میں ہوں کہ جانتا ہوں کہ ثوابِ تقویٰ پر طبیعت ادھر نہیں آتی " میں نے جب سے " الجاہد " نکالا ہے ، مجھے کئی ایک جماعتوں کی طرف سے ہدفِ ملامت بننا پڑا ہے - اگر کوئی بات بدعتیوں کے خلاف لکھ دی تو ان کا اعتراض اور اگر مرزائیوں کے خلاف لکھا تو ان کی ناراضگی اور اگر صحابہ کی تعریف کی تو ان کے دشمنوں کی خفگی اور اگر چلہ کشوں کی کمزوریوں کی نشاندہی کی تو انہوں نے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی -

غرضیکہ " الجاہد " تبلیغی رسالہ کی بجائے موجبِ ناراضگی و خفگی ثابت ہوا ہے - اس لئے والد صاحب

نے راۓ ونڈ کے مرکزی امیر سے اس کا تذکرہ کیا ان میں سے ایک بزرگ بھائی عبدالوہاب صاحب نے والد صاحب کو فرمایا کہ لڑکا دین و دنیا کا نقصان کر رہا ہے۔ اس لئے میرے والد صاحب نے مجھے خط لکھا کہ تم عبدالوہاب صاحب سے ملنے کے لئے ۱۸ر جولائی تک راۓ ونڈ پہنچ جاؤ آپ کی آج کل لنگر میں ڈیوٹی لگی ہوئی ہے اس لئے میں ان کی ملاقات کے لئے ۱۸ر جولائی کو جمعہ کے دن ۱۲ بجے قبل از جمعہ میں وہاں حاضر ہوا۔ والد صاحب اور میں مولانا عبدالوہاب صاحب سے ملے جو مسجد میں تشریف فرما تھے میرا ارادہ تھا اور میں نے ان سے انٹرویو کے لئے ۳۰، ۳۱ سوال بھی نوٹ کئے تھے۔ مگر اس کا موقع نہ ملا جو تھوڑی بہت گفتگو ہوئی ہے وہ درج ذیل ہے۔

میں :- مولانا! یہ ترتیب، عمر میں تین چلے، ہر سال میں ایک چلہ، ہر ماہ میں تین دن اور ہر ہفتہ میں شب جمعہ کو مسجد میں قیام یہ ترتیب قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔

مولانا:- ہم نے بزرگوں کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ مفتی کفایت اللہؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ ایسے حضرات نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

میں :- مولانا ان حضرات میں سے کسی ایک نے کبھی بھی خود چلہ نہیں لگایا۔

مولانا:- یہ ان کی مصروفیات کی وجہ سے ہو گا۔

میں :- مولانا اس جماعت کے ساتھ ایک نماز پڑھنے کا ثواب ۴۹ کروڑ نماز کا ثواب ملتا ہے، تو اس سے زیادہ اور اہم کام کیا ہو گا۔ یہاں پر مولانا پر خفگی کے آثار شروع ہو گئے۔

میں نے کہا:- مولانا یہاں صبح و شام تبلیغی نصاب پڑھا جاتا ہے آپ ان کو کسی وقت قرآن کا درس بھی دیا کریں۔

مولانا:- بات یہ ہے کہ ڈاکٹر ہی مریض کی تشخیص کر سکتا ہے، انجینئر ہی مشین کو سمجھتا ہے ڈاکٹر جانتا ہے کہ مریض کو ایک نمبر دوائی کی ضرورت ہے۔ اگر اس کو چار نمبر دوائی دی جائے گی تو اس کو نقصان ہو گا ابھی ان لوگوں میں قرآن سمجھنے کی استعداد پیدا نہیں ہوئی۔

میں :- مولانا! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرکوں اور کافروں کو قرآن سمجھا دیا تھا۔ کیا یہ مسلمان نہیں سمجھ سکتے آپ کو چاہیے کہ آپ ان کو کسی نہ کسی وقت ضرور قرآن کی تبلیغ فرمائیں۔

مولانا:- جو بزرگوں نے فرمایا ہے ہم اس میں ترمیم نہیں کر سکتے۔

میں :- مولانا! جب آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ تبلیغ میں چودہ سو سال بعد ترمیم کر دی ہے تو اس میں ترمیم کیوں نہیں ہو سکتی؟

مولانا نے غصے سے فرمایا کہ ہم نہیں کر سکتے نیز فرمایا کہ تم "المجاہد" سے اس جماعت پر تنقید

کر رہے ہو حالانکہ تم نے اس جماعت کے ساتھ بالکل ٹائم نہیں لگایا۔ اگر تمہاری وجہ سے کسی نے چلہ نہ لگایا تو اس کا گناہ تم پر ہوگا۔

میں: مولانا! اگر کسی نے آپ کے کہنے پر چلہ لگایا اور اس کا نقصان ہوا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے باقی تنقید کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پہلے اس میں شامل ہوا جائے پھر تنقید کی جائے اگر میں مرزائیت پر تنقید کرنا چاہوں، تو کیا پہلے مجھے مرزائی ہونا پڑے گا حالانکہ وجہ تنقید صاف موجود ہے۔

مولانا: کیا یہ جماعت مرزائی ہے؟

میں: نہیں یہ جماعت ایسی نہیں ہے میں نے تو اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے مولانا سے دو تین سوال کئے جن کا مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر میں نے عرض کیا کہ میں قرآن کی ایک آیت کا مطلب سمجھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا علماء سے پوچھو اور اُٹھ کر چلے گئے۔

اس کے بعد بھائی بلال احمد نے مجھے جمشید علی صاحب کے سپرد کر دیا۔ مولانا نے نہایت ہی متانت سے مجھے جماعت کی بیرون ملک کارگزاری سے مطلع فرمایا اور کہا اس وقت لندن میں ہمارے دو اڑھائی سو مرکزوں میں کام ہو رہا ہے۔ پچھلے سال ہم نے وہاں ایک تبلیغی اجتماع منعقد کیا تھا جس میں ۲۷ ملکوں نے حصہ لیا۔ تقریباً آٹھ دس ہزار کا مجمع ہو گیا۔ گورنمنٹ نے ۴۰۰ پولیس کے سپاہی انتظام کے لئے بھیجے۔ مگر جب انہوں نے دیکھا تو ششدر رہ گئے کہ کسی قسم کی بدنظمی نہیں لوگ خاموشی سے بیان سنتے ہیں۔ خاموشی سے کھانا کھاتے ہیں، خاموشی سے نماز پڑھتے ہیں تو انہوں نے پولیس کی نفری ۴۰۰ سے گھٹا کر ۵۰، ۴۰ کر دی اور اپنے آفیسر سے ایسے منظم اجلاس کا ذکر کیا۔ پولیس آفیسر خود دیکھنے کے لئے آیا۔ اس نے تین چیزیں نوٹ کیں۔

۱۔ یہ لوگ دور دراز ملکوں سے بغیر اشتہار و بغیر اخبار کیسے یہاں جمع ہو گئے جب کہ ہم کو بھی ان کے اجتماع کا مطلق علم نہ ہو سکا۔

۲۔ نماز میں اتنے کثیر مجمع میں سے کسی ایک آدمی نے بھی اِدھر اُدھر نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی قسم کی حرکت کی۔

۳۔ اطاعت امیر کا اتنا روح پرور مظاہرہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

اس نے گھر جا کر اس کا ذکر کیا اس کو بھی شوق پیدا ہوا اور وہ دیکھنے کے لئے آئی اور وہ بھی یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ امیر جماعت کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ امیر صاحب کھانا کھانے کے لئے وقت مقررہ پر تشریف لے گئے۔ استقبال کے لئے ان کی بیوی موجود تھی۔ اس نے امیر صاحب سے مصافحہ کرنا چاہا مگر امیر صاحب نے نہ ہاتھ ملایا اور نہ اس کی طرف غور سے دیکھا۔ میم صاحب امیر صاحب کے اس رویہ سے آگ بگولا ہو گئی اور بڑبڑاتی ہمسائے

کے گھر چلی گئی اور وہاں جاکر بھی اس نے شور مچایا کہ امیر صاحب نے میری بے عزتی کر دی میرے ساتھ ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا۔ کھانا تیار تھا۔ مگر صاحب خانہ پریشان۔ آخر اس نے امیر صاحب سے کہا کہ میری بیوی اس لئے ناراض ہو کر چلی گئی ہے۔ کہ آپ نے اس سے ہاتھ نہیں ملایا ہمارے معاشرہ میں اس کو توہین سمجھا جاتا ہے۔ امیر صاحب نے کہا واللہ ہم نے آپ کی بیوی کی توہین نہیں کی، بلکہ عزت کی ہے کیونکہ ہمارے مذہب میں کسی بیوی کو دیکھنا اور ٹچ کرنا منع ہے۔ ہم نے تو آپ کی بیوی کی عزت کی ہے۔ آپ اسے بلائیں ہم سمجھائے دیتے ہیں۔ میم صاحب بلائی گئی جب اس کو سمجھایا گیا تو اس نے کہا کہ میں تو سمجھ گئی ہوں اب میری ہمسایوں کو بھی سمجھائیے، امیر صاحب نے کہا آپ ان کو جمع کریں ہم ان کو سمجھا دیتے ہیں۔ جب وہ سب جمع ہو گئیں تو ان میں سے ایک عورت نے سوال کیا "کیا آپ کے ہاں عورتیں دفتروں میں کام نہیں کرتیں" امیر صاحب نے کہا کہ بالکل نہیں بلکہ وہ گھروں میں ملکہ کی حیثیت سے رہتی ہیں وہ ننگے منہ باہر بھی نہیں جاتیں۔ اس نے دوسرا سوال کیا "تو پھر ان کو کھانے پہننے کو کون دیتا ہے؟" امیر صاحب نے کہا کہ ہمارے ہاں خاوند کا حق ہے کہ وہ اپنی بیوی کی خدمت کرے۔ بیٹے کا حق ہے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کرے بھائی کا حق ہے کہ وہ اپنی بہن کی خدمت کرے، باپ کا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی خدمت کرے۔ جب ایک عورت کے چار خدمت گار ہوں تو اس کو کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سن کر سب عورتیں حیران ہو گئیں اور کہا کہ یہ تو بہت اچھا مذہب ہے ہم پر تو مرد ظلم کر رہے ہیں۔

مولانا نے یہ واقعہ بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا اور میں اس سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد مولانا جمشید علی صاحب نے ایک اور تاریخی واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ شاہجہان کے عہد میں ایک انگریز ڈاکٹر نے زیب النساء کا علاج کیا اس کو آرام آگیا تو شاہجہان نے ڈاکٹر سے پوچھا مانگو کیا مانگتے ہو؟ انگریز ڈاکٹر بڑا عیار تھا اس نے کہا "حضور ہم کو سورت کی بندرگاہ دے دو۔ تاکہ ہم لوگ اپنا تجارتی کاروبار کر سکیں۔ شاہجہان نے اپنے گورنر، مقرب خاں کی طرف خط لکھ دیا کہ اس ڈاکٹر کو سورت کی بندرگاہ دے دو یہ رقعہ لے کر ڈاکٹر مقرب خاں کے پاس آیا۔ مقرب خاں اپنی قیافہ شناسی کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ جب اس نے انگریز کو دیکھا تو رقعہ پھاڑ دیا اور کہا کہ بھاگ جاؤ میں تمہیں کوئی زمین نہیں دے سکتا ڈاکٹر نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دے دیں، کہ میں یہ پھٹے ہوئے اوراق لے جاؤں۔ مقرب خاں نے اجازت دے دی، اس نے کاغذ کے پرزے اکٹھے کئے ان کو لے کر وہ پھر شاہجہان کے دربار

میں پہنچا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ شاہ جہان یہ سن کر بڑے طیش میں آیا اور ایک دستہ فوج کو حکم دیا کہ مقرب خاں کو پابزنجیر ہمارے روبرو پیش کیا جائے، فوج کا دستہ گیا اور مقرب خاں کو پکڑ کرلے آیا۔ بادشاہ نے پوچھا "تم نے ہمارے خط کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟" مقرب خاں نے کہا بادشاہ سلامت! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت قیافہ شناس ہوں، میں نے اس شخص کو دیکھ کر قیافہ لگایا کہ یہ ایک بڑی عیار اور مکار قوم کا فرد ہے۔ اگر اس کو تھوڑی سی جگہ دے دی گئی تو سو سال بعد اس کی قوم سارے ہندوستان پر قبضہ کرے گی۔ چونکہ میں آپ کا نمک خوار ہوں میں اپنے ہاتھ سے آپ کا نقصان نہیں کرنا چاہتا۔ شاہ جہان نے کہا میں وعدہ کر چکا ہوں لہذا میں تم کو بہار کا گورنر بنا تا ہوں۔ اور تمہاری جگہ کسی اور کو بھیجتا ہوں وہ اس کو جگہ دے دے گا، ایسا ہی ہوا بادشاہ نے صورت کی بندرگاہ دے دی۔ اور سو سال بعد انگریزوں نے واقعی مغلیہ سلطنت کو ختم کر کے سارے ملک پر قبضہ کر لیا۔

مولانا نے فرمایا کہ اس وقت تبلیغی کام ۴۳ ملکوں میں ہو رہا ہے حتیٰ کہ چین، جاپان اور روس تک بھی پہنچ گیا ہے۔ میں نے یہ سب باتیں بڑے اطمینان سے سنیں اور عرض کیا کہ اب مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں تو میں نے کہا، ــــــــــ

"مولانا! میں مقرب خاں نہیں ہوں اور نہ قیافہ شناس ہوں مگر میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ اگر آپ نے قرآن کو نصاب تبلیغ میں شامل نہ کیا تو پچیس سال بعد لوگ بھول جائیں گے کہ قرآن بھی اللہ کی کوئی کتاب تھی۔ اسی طرح اگر تم لوگوں نے جہاد کی سنت کو زندہ نہ کیا تو یاد رکھیے باقی کا نصف ملک بھی تم سے چھن جائے گا۔ "

تیسری بات میں نے یہ عرض کی مولانا! یہ طریقہ تبلیغ غیر ملکوں میں مفید ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارے ملک میں آپ کو اس میں ترمیم کرنا پڑے گی آپ کو یہاں قرآن سکھانا پڑے گا عقائد درست کرنا پڑیں گے۔ بدعات و بد رسوم کے خلاف تبلیغ کرنا ہو گی، اصلاح معاشرہ کی کوشش کرنا پڑے گی، منکرات سے روکنا پڑے گا، قانونِ شریعت رائج کرانے کے لئے محنت کرنا ہو گی۔ مولانا نے کہا تمہارے خیالات اچھے ہیں آپ وقت دیں تاکہ آپ کے مشوروں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میں نے کہا مولانا! میں آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتا ہوں آپ بھی چند یوم کے لئے میرے ہاں تشریف لائیے اور اس دعوت کو قبول فرمائیے۔ مولانا نے اپنی مصروفیات

ر وعدہ کیا اور نہ میں نے وعدہ کیا۔ رخصت
نے سے پہلے میں نے ان سے قرآن پاک کی دو
ں کا مطلب سمجھا وہ آیتیں یہ ہیں۔ سورۃ نساء
ہ نمبر ۵ آیت نمبر ۹۷، ۹۸

ترجمہ و مطلب :-

فرشتے ایسے لوگوں کی جب روحیں
قبض کرنے لگتے ہیں جو اپنی جانوں
پر ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے ظلم کر
رہے ہوتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں
کہ تم یہاں یزدوں کے محکوم بن کر کیوں
رہے ؛ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس ملک
میں کمزور تھے فرشتے کہتے ہیں، کہ
اللہ تعالےٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ
تم یہاں سے ہجرت کر کے کہیں اور
چلے جاتے سو اس جرم کی وجہ سے
تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بُری
جگہ ہے۔ (۹۷)

ہاں اس سے وہ لوگ مستثنےٰ ہیں
جو کمزور ہیں یا بچے ہیں یا عورتیں
ہیں جو یہاں سے نکلنے کی تدبیر نہیں کر
سکتے اور نہ ان کو راستے کا علم ہے۔ (۹۸)

میں نے پوچھا مولانا اس آیت کی رُو سے
بھارت کے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟
مولانا نے فرمایا کہ بھارت میں پاکستان سے
زیادہ دینداری ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں یہ نہیں
کہتا کہ وہ پاکستان میں ہجرت کر کے آجائیں لیکن
میں پوچھتا ہوں کہ ان کو اس طرح محکوم بن کر رہنا
چاہیے یا نہیں ؟ نیز وہاں کی تبلیغی جماعتوں کو بھارت
چھوڑ کر لندن و پیرس میں تبلیغ کرنے کی بجائے
وہاں کے بت پرستوں کو تبلیغ کرنی چاہیئے یا
کہ نہیں ؟

نتائج بحث

میں نے اکابرینِ جماعت سے تبادلۂ خیالات
کے بعد جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا الیاسؒ نے جس غرض کے لئے یہ
کام شروع کیا تھا بعد میں آنے والے جماعت
کے امیروں نے اس میں سیاسی مقاصد شامل
کر لئے ہیں۔

۲۔ امیرِ جماعت کا عالم ہونا ضروری نہیں رہا
امارت کا معیار زیادہ سے زیادہ چلہ کشی قرار
دیا گیا ہے۔

۳۔ یہ طریقۂ تبلیغ کی نسبت تزکیۂ نفس کے
زیادہ قریب ہے گویا یہ چلتی پھرتی خانقاہیں
ہیں۔

۴۔ قرآن کی تعلیمات کو جان بوجھ کر نظرانداز
کیا جا رہا ہے۔

۵۔ جماعت کی چھ باتوں میں حج زکوٰۃ اور جہاد
کو سوچی سمجھی سکیم کے تحت شامل نہیں کیا گیا۔

۶۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ تمام عبادتیں جہاد

فی سبیل اللہ کے لئے ہیں اور جہاد اللہ کے قانون کو جاری رکھنے کے لئے ہے، مگر انہوں نے نماز ہی کو اصل دین قرار دے دیا ہے۔ جہاد کا نام لینا بھی ان میں گناہ ہو گیا ہے۔

۷۔ ایک دو چلوں میں آدمی نمازی تو ہو جاتا ہے مگر دین دار نہیں ہوتا، الا ماشاء اللہ وہ اسی طرح سودی کاروبار کرتا ہے، سینما دیکھتا ہے رشوت کھاتا ہے، کم تولتا ہے، لوگوں کے حق غصب کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، عرس مناتا ہے، بدعتیں رائج کرتا ہے اور مروجہ رسوم میں شرکت کرتا ہے اور وہ اس میں حق بجانب بھی ہے کیونکہ نہ اس کو قرآن سنایا جاتا ہے اور نہ اس کے احکام سکھائے جاتے ہیں۔

۸۔ ہر مسجد میں تبلیغی نصاب کی کتاب پڑھ کر باقاعدگی سے سنائی جاتی ہے خطرہ ہے کہ لوگ آہستہ آہستہ قرآن کو چھوڑ کر اسی کو الہامی کتاب کا درجہ دے دیں گے۔

۹۔ بدعات اور خلاف شرع رسموں کی تردید نہیں کی جاتی اور نہ عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے۔

۱۰۔ چلہ کشی کو نبی اکرم صلعم اور اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت قرار دیا جاتا ہے۔ جو بالکل غلط ہے بلکہ یہ ایک جدید مذہب ہے جس کے اپنے چند اصول ہیں۔

۱۱۔ جذبۂ آزادی، ولولۂ جہاد اور شوق شہادت بڑے سے بڑے امیر میں بھی نام کو نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کو آزادی ہی آزادی سمجھا جاتا ہے۔

۱۲۔ دفاع وطن کا بالکل خیال نہیں کیا جاتا بلکہ اس موقع پر چلہ کشی کو زیادہ زور سے چلایا جاتا ہے

۱۳۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے غیر ملکوں میں تبلیغ چلہ کی جاتی ہے جس کا نتیجہ مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

۱۴۔ قرآنی نظام کو ملک میں رائج کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔

۱۵۔ جس کو حج کی استطاعت ہو اس کو تبلیغ چلہ کے لئے بھیجا جاتا ہے اور جس کو استطاعت نہ ہو اس کو سید صالندن دبیرس میں بھیجا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ موخر الذکر کا خرچہ اپنے پاس سے دیا جاتا ہے۔ رائے ونڈ کے مرکز میں مطبخ پر کافی خرچہ ہوتا ہے یہ خرچ کہاں سے آتا ہے کسی کو معلوم نہیں سوائے ایک دو ابیروں کے، جس سے پوچھو کہتا ہے کہ خدا بھیجتا ہے۔

۱۶۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ سرمایہ دار باقاعدگی سے چندہ بھیجتے ہیں جو زیادہ تر زکوٰۃ، رشوت، سود اور چلہ بدل کی رقوم پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۷۔ ہر ماہ میں جماعت کے مشیروں کی رائے ونڈ میں میٹنگ ہوتی ہے جس میں اگلے ماہ کا بجٹ تیار کیا جاتا ہے۔ یہ میٹنگ تین دن جاری رہتی ہے۔

۱۸۔ ۱۹۶۵ء کی پاکستان وبھارت کی جنگ کے بعد اس جماعت کی سرگرمیاں بہت بڑھ

تی ہیں۔ جس کا اثر، ہیں پاکستان کی شکست کی صورت میں ظاہر ہوا، آئندہ خدا جانے کیا ہوگا۔

۱۹۔ اس جماعت میں دین کا رنگ ضرور چڑھتا ہے مگر وہ اتنا کچا ہوتا ہے کہ ہر سال چلہ لگانے کی ضرورت پیش آتی ہے ورنہ وہ رنگ اتر جاتا ہے مگر اولیاءاللہ کی صحبت کا رنگ پکا اور دیرپا ہوتا ہے۔

۲۰۔ فحاشی، عریانی، سود خوری، سینما بینی، رشوت ستانی، ذخیرہ اندوزی، سگریٹ نوشی اور بدعنوں کا دور دورہ ہے۔ مگر اس کی طرف یہ جماعت بالکل توجہ نہیں دیتی۔

۲۱۔ نمازیوں میں اضافہ مقصود ہوتا تو حکومت ایک کروڑ مرزائیوں کو کافر قرار نہ دیتی جو سارے کے سارے نمازی تھے اور بیرونِ ممالک میں سینکڑوں مرکزوں میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔

۲۲۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ چلہ پہ چلہ لگانے سے آدمی کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے وہ سمجھنے بوجھنے سے عاری ہوتا ہے اور اطاعتِ امیر کا جذبہ اس پر اتنا غالب آجاتا ہے کہ اس کے لئے امیر ہی حجت ہو جاتا ہے اور اصل حجت جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے ان کی وقعت اس کی نظروں سے گر جاتی ہے۔ حالانکہ سنت و بدعت کو پرکھنے کی کسوٹی ہمارے پاس صرف قرآن اور سنتِ رسول ہے

درخواست

میں اپنے مخلص بھائیوں، بزرگوں اور دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بے شک جماعت کے ساتھ چلہ لگائیں مگر اس میں نیت یہ رکھیں کہ ہم قرآن سیکھنے سکھانے کے لئے جا رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی میں ان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اکابرینِ جماعت پر زور دیں کہ قرآنی تعلیمات کو نصابِ تبلیغ میں شامل کریں اور ان لوگوں کو امیر جماعت بنائیں۔ جو زیادہ سے زیادہ قرآن جاننے والے ہوں۔

آخر میں میں اس طویل سمع خراشی کی آپ حضرات سے معافی مانگتا ہوں میں مجبور ہوں، میں جو کچھ سمجھتا ہوں دوسروں کو بھی سمجھانا چاہتا ہوں اور وسائل اللہ تعالےٰ نے مجھے بخشے ہیں ان کو بروئے کار لانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ قبول فرمائے، آمین!

گر تو خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

اطلاع :۔ امسال مورخہ ۷ /۲ بروز جمعرات حضرت امیر ملت والدین سرکار علی پوری کا سالانہ ختم شریف اور جناب والدہ ماجدہ صاحبہ کا ۱۴ رشعبان کا ختم شریف دونوں نہایت شاندار طریق پر بمکان جناب حافظ سلطان احمد خلیفہ مجاز سرکار علی پوری منایا گیا۔

محدث علی پوری نمبر

اہلِ علم کی نظر میں

رعنا نظامی

مکرمی جناب قبلہ گوہر صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

موقر ماہنامہ انوار الصوفیہ کا "محدث علی پوری نمبر" مطالعہ افروزی کا باعث ہوا، آپ نے راہروانِ منزلِ سلوک و طریقت کی حوصلہ افزائی اور راہ نمائی کے لئے حضرت قبلہ محدث علی پوری علیہ الرحمت کی زندگیٔ مبارک کے مختلف ابواب اس مجلۂ ضخیم میں سمو کر ایک یادگار اور عظیم دینی، روحانی اور ملی خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی مساعی جمیلہ مشکور فرمائیں۔

حضرت قبلہ محدث علی پوریؒ کی حیاتِ طیبہ، سیرتِ مقدسہ جوں جوں عمومی طور پر منظرِ عام پر آتی جائے گی، متلاشیانِ حق و صداقت کے جذبات کو زیادہ سے زیادہ تسکین، طمانیت اور تقویت حاصل ہوتی رہے گی، احقر کی رائے میں ماہنامہ انوار الصوفیہ میں آئندہ کے لئے مستقل طور پر ایک باب بعنوان سیرت محدث کھولا جائے اور حضور کے متوسلین، خلفاء اور معتقدین کے خیالات، تجربات اور مشاہدات کو بھی اس کالم (باب) میں (دعوت) اشاعت دی جائے۔

سیرتِ امیر ملت کا اشتہار قریباً دو تین شماروں میں نظر سے گزرا۔ اگرچہ یہ ایک ضخیم کتاب ساڑھے سات سو صفحات کی کتاب اپنی جامعیت، ضخامت اور وقعت کے لحاظ سے معمولی تصنیف نہیں۔ اور پھر بروئے اشتہار کتاب میں جو مواد شامل کیا گیا ہے، انمول ہے، لیکن اس زمانہ میں باوجود اس کے کہ بوجہ افراطِ زر دولت کی بھی ریل پیل ہے، بچوں کی ولادت، ختنہ، گڈے گڈی کا بیاہ، شادی نکاح، منگنی، ولیمہ اور دوسری سوشل تقریبات پر سیکڑوں نہیں، ہزاروں روپے چشم زدن میں اڑا دیئے جاتے ہیں۔ ایک اس پایہ کی علمی، روحانی اور نورانی کتاب کی قیمت مبلغ پچاس روپے کوئی بہت ہی بڑا دل گردے والا خرچ کرے تو کرے۔ ہر کسی کا یہ جگرا نہیں۔ یوں تو اللہ کے بندے بے انت، بے شمار ہیں۔ اور مریدان با صفا بھی لاتعداد، جو پیر شریعت رہنمائے طریقت کے تقدس پہ نقد زر تو کیا، نقد جاں بھی قربان کرنے سے دریغ

نہیں کرتے۔ اگر سیرتِ امیر ملت کی قیمت میں مناسب کمی کر دی جائے تو کتاب زیادہ سے زیادہ فروخت ہو گی۔ اور میرے جیسے کتنے ہی بے مایہ معتقدین بھی بآسانی کتاب حاصل کر کے اپنی دنیا اور عاقبت سنوارنے کا سامان بہم پہنچا سکیں گے۔

والسلام و نیاز

طالب دعا، نیاز مند

رعنا نظامی

گلی نمبر ۳۲۸ کوچہ وکیلاں

جہلم (پاکستان)

پندرہ روزہ المصطفیٰ

مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب

سلام مسنون!

آپ کا خصوصی پرچہ محدث نمبر ملا۔ جو حیاتِ امیر ملت پر مشتمل ہے۔ یہ نمبر واقعی قابلِ داد ہے اور طباعت نہایت خوبصورت ہے۔ محمد صادق صاحب قصوری، پروفیسر محمد مسعود صاحب، مولانا محمد جعفر شاہ صاحب اور محمد دین کلیم کے مضامین بہت پسند آئے۔ اس خصوصی نمبر کے مضامین نہایت جاندار اور محققانہ ہیں جن کے مطالعہ سے حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمت اللہ علیہ کی زندگی کی صحیح تصویر سامنے آ جاتی ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدیر اعلیٰ مولانا غلام رسول گوہر صاحب کی عمر دراز فرمائے اور ماہنامہ انوار الصوفیہ کو تا دیر سلامت رکھے۔ محدث نمبر نکالنے پر ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اسی طرح مجدد نمبر، صدیق اکبر نمبر، عمر فاروق نمبر، عثمان غنی نمبر، شیر خدا نمبر نکالیں تو یہ بھی احسان عظیم ہو گا۔

دعا گو۔ مولانا احمد حسن نوری

قصور حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ کا سالانہ عرس شریف حسب سابق حافظ نور احمد صاحب مدظلہ کے مکان پر چار شوال المکرم مطابق ۱۰ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک ہو رہا ہے علی پور شریف سے حضرت علامہ جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم تشریف لائیں گے۔ اور جلسہ کی صدارت فرمائیں گے۔

محمد صدیق خاں قادری

محلہ جال شیخ موسے اندرون پاک گیٹ ملتان شہر

مکرمی و محترمی حضرت مولانا گوہر صاحب مدظلہٗ

سلام مسنون - اینجا خیریت آنجا باد

"محدث علی پوری" نمبر موصول ہوا - یوں تو آپ کے پرچے میں اکثر علمی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں - لیکن اس نمبر میں حضرت امیر ملت کے متعلق جو مواد شائع ہوا ہے - وہ عوام اہل سنت کے لئے معلومات کا ایک عظیم سرمایہ ہے آپ کا اسلوب نگارش، حسن ترتیب، موضوع کلام اور پرچہ کی صوری و معنوی خوبیاں آپ کی دلچسپیوں کی عکاسی کرتی ہیں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

اس نمبر کی اشاعت میں آپ نے جس قدر محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے - اس پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں - یہ آپ کا ایک تاریخی کارنامہ ہے جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مجھے توقع ہے کہ آپ اہل سنت کے دیگر اکابر کے متعلق بھی عوام کو اسی طرح روشناس کراتے رہیں گے۔ خداوند کریم اپنے محبوب پاک کے صدقے میں آپ کی ان کوششوں کو مقبولیت بخشے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام

آپ کا مخلص

محمد صدیق خاں قادری

سکریٹری جنرل انٹرنیشنل اسلامی مشن پاکستان،

محلہ جال شیخ موسے اندرون پاک گیٹ

ملتان شہر

علماء کرام سے درخواست

کیا حیات النبی کا منکر کافر نہیں ہے؟ علماء کرام مہربانی فرما کر اس موضوع پر مدلل مضامین لکھ کر ارسال کریں۔ ہم ان کو رسالہ میں بڑی خوشی سے شائع کریں گے - اس مسئلہ میں تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔ مخالف و موافق مضامین قابل قبول ہوں گے۔

ادارہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ۔

۱۔ زمین باپ کے نام ہے مگر کل کام زمین کا پیداوار اس کی آمدنی و ہر طرح کا خرچ اور ہر قسم کا لین دین لڑکا کرتا ہے تو قربانی باپ کی طرف سے کی جائے یا لڑکے کی طرف سے۔

۲۔ جب کہ گائے میں سات آدمی شامل ہیں۔ ذبح صرف ایک آدمی کرتا ہے تو ذبح کے وقت ان ساتوں آدمیوں کا نام کس طرح لے یا ویسے ہی ساتوں کی طرف سے کرے۔ صحیح طریقہ فرمائیں۔ ذبح سے پہلے نام لے یا بعد میں۔

۳۔ جو نماز نہ پڑھتے ہوں اور نہ رمضان شریف کے روزے رکھتے ہوں تو نماز روزہ کے جو پابند ہوں ان کی قربانی میں کسی قسم کا فرق واقع نہ ہوگا۔

۴۔ ایک آدمی کے پاس ستر(۷۰) اسی (۸۰) روپے ہیں۔ اس کے لئے قربانی کا کیا حکم ہے۔ جب کہ قربانی کا جانور سات، آٹھ سو روپے کو آتا ہے یا ڈیڑھ دو سو روپے ہیں۔ حصہ ملتا ہو وہ کیا کرے

۵۔ کسی کے ذمہ کسی کا قرض ہے۔ مگر جس کا قرضہ تھا وہ فوت ہوگیا اور نہ اس کے وارثوں کا پتہ ہے وہ کس طرح ادا کرے۔

۶۔ ایک لڑکی پیدا ہوئی دوسرے ہی دن رات کو فوت ہوگئی رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ گھر والوں نے نہ کھانا پکایا نہ قریبی رشتہ داروں اور نہ ہی پڑوسی نے سحری کھائی اور نہ روزہ رکھا کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ میت ہوتے ہوئے خواہ چھوٹی میت ہو یا بڑی، کھانا حرام ہے اور میت والے گھر تین دن کھانا پکانا ناجائز سمجھتے ہیں۔ تین دن تک رشتہ دار یا ہمسایہ کھانا دیتے رہتے ہیں، بعد تین دن کے خشک سامان آٹا، دال، نمک، مرچ دیتے ہیں۔ ان کے لئے کیا حکم ہے۔

۷۔ رمضان المبارک میں دیگ وغیرہ لگاتے ہیں اور دن ہی میں بے روزہ دار وغیرہ کھاتے ہیں اور اس کو بڑا ثواب سمجھتے ہیں اسی طرح لکھ دور دپڑھاتے ہیں وہ بھی بے روزہ ہوتے ہیں ان کے لئے اچھا کھانا تیار کرتے ہیں اس کو بھی کار ثواب سمجھتے ہیں۔

۸۔ عشاء کی چار سنتوں میں بغیر قعدہ کئے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر یاد آنے پر بیٹھ کر التحیات پڑھ کر نماز پوری کی تو کیا یہ جائز ہے۔

۹۔ تراویح الم ترا سے پڑھانے والا ستائیسویں رات کو قُل حافظوں کے سورۃ بقر کی آیت مفلحون تک اور باقی آیات اسی طرح پڑھاتا ہے۔ اور ایک دفعہ بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھتا ہے تو کیا یہ جائز ہے۔

۱۰۔ ایک مولوی صاحب وعظ میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ میری جیسی آپ کی ماں ہے۔ کیا میرے باپ جیسا آپ کا باپ ہے۔ کیا میرے نانا جیسا آپ کا نانا ہے۔ اس سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان مبارک بیان کرتا ہے عوام اس سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان زیادہ سمجھتے ہیں۔

۱۱۔ کتابوں میں قربانی کا وقت دسویں کی صبح صادق سے بارہ کی شام تک لکھا ہے اور نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں تو کیا دسویں کی صبح صادق کے بعد کا وقت غلط ہے۔ جواب مدلل ہو۔

۱۲۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ شہری بھی دیہات میں قربانی کا جانور بھیج کر نماز سے پہلے قربانی کرا سکتا ہے تو کیا جائز ہے۔

۱۳۔ شرع مبارک میں جو جائز ہے اس کو جائز سمجھنا اور جو ناجائز ہے اس کو ناجائز سمجھنا۔ اس کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے خلاف کو کفر فرمایا ہے تو جن کا یہ عقیدہ ہے کہ خواہ دیہات ہو یا شہر نماز سے پہلے قربانی حرام ہے ان کے لئے کیا حکم ہے۔ جواب مدلل ہو

سائل محمد شفیع جماعتی

علاقہ پیر محل ضلع لائل پور

الجواب

۱۔ زمین کا مالک باپ ہی ہے۔ اس کا لڑکا صرف کام کرتا ہے رقاعدہ اور دستور کے مطابق اگر بیٹا باپ سے علیحدہ ہو کر مزدوری پر کام کرتا ہے تو اس کا حصہ اس کو دیا جائے اور جو باقی پیداوار ہے۔ اس کا باپ ہی مالک ہے۔ اس طرح کی زمین کی آمد اور دیگر وسائل سے اگر باپ بیٹا دونوں غنی ہیں۔ یعنے ان کے پاس نصاب قدر سونا یا چاندی یا دونوں ہیں یا نصاب قدر سونے چاندی کے برابر اس کے پاس روپیہ ہے۔ یا کوئی اور چیز ہے تو دونوں پر قربانی واجب ہے۔ اگر

ان میں سے ایک کے پاس نصاب قدر مال ہے اور دوسرے کے پاس نہیں تو جس کے پاس ہے۔ اس پر قربانی واجب ہے اور اگر دونوں فقیر ہیں یعنے نصاب قدر مال کسی کے پاس بھی نہیں تو دونوں پر قربانی واجب نہیں ہے۔ زمین اگر مالک کے ایک سال کے خرچ پورا کرنے سے زائد ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔

قربانی غنی پر واجب ہے اور غنی وہ شخص ہے جس کے پاس نصاب قدر کوئی سا بھی مال ہو اس کے لئے نامی ہونا شرط نہیں ہے۔

۲۔ ہر ایک کا نام لینے کی حاجت نہیں۔ جب سات آدمیوں نے مل کر جانور قربانی کی نیت سے خریدا۔ تو۔ اور ان کی اجازت سے ایک آدمی نے ذبح کیا۔ تو سب کی طرف سے ادا ہو گی۔

۳۔ قربانی میں کسی کے نمازی یا بے نماز ہونے سے قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ حکم اور ثواب میں دونوں کی قربانی ایک جیسی ہے۔

۴۔ اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔

۵۔ وہ اس کی طرف سے اس کو ایصال ثواب کے لئے صدقہ کرے۔

۶۔ یہ سب کچھ واہیات اور بیہودہ رسم ہے اس سے توبہ کرنی لازم ہے۔ میت کے سبب سے یا اس کے ہوتے ہوئے یا اس کے بعد طعام حرام نہیں ہوتا، ہاں اگر وہ میت کے صدقہ کے اثر سے وہ کھانا نہیں چاہتا تو یہ ایک الگ بات ہے۔

۷۔ یہ بھی غلط اور باطل اور بیہودہ بات ہے۔ رمضان کے مہینہ میں کھانا کھلانا ان کے لئے دیگیں پکانا، سب منع ہے۔ رمضان کی حرمت وعزت کا پاس کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۸۔ ایسا کرنا بھی غلط ہے۔

۹۔ ایسی روایات بے اصل ہیں۔ ان باتوں سے فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ فضیلت کا دارومدار اتباع شریعت اور تقویٰ پر ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

۱۰۔ دسواں دن ذوالحج کا قربانی کا پہلا دن ہے۔ دیہاتیوں کے لئے جائز ہے کہ عید کی نماز پڑھنے سے قبل صبح کو قربانی ذبح کریں۔ شہریوں کے لئے جائز نہیں ان کے واسطے حکم ہے کہ عید کی نماز کے بعد ذبح کریں اور اگر کسی نے اس کا عکس کیا تو قربانی ادا نہ ہوگی۔ دلائل اس کے کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

۱۱۔ ٹھیک ہے ۱۲۔ ایسی بات کہنے والا فاسق ہے۔ قربانی حرام نہیں،

اخبار

عرس علی پور شریف

۱۶ اگست بروز ہفتہ قبلہ عالم امیر ملت حضرت محدث علی پوری نور اللہ مرقدہ کا سالانہ عرس شریف ہوا۔ پاکستان کے اکناف و اطراف سے ہزار ہا عقیدت مندوں نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد بزم وعظ کا انعقاد ہوا۔ علماء کرام نے بصیرت افروز وعظ فرمایا۔

اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کی شان میں شاعروں اور نعت خوانوں نے قصائد پڑھ کر سنائے اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ قدس میں ہدیہ نعت بھی پیش کیا گیا۔ حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اس روحانی مجلس کی صدارت فرمائی اور اختتام جلسہ کے بعد آپ نے دعا مانگی اور سلام و قیام پر جلسہ ختم ہوا

آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت گرامی قدر مولانا الحاج زبدۃ اولیاء حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پور شریف رونق افروز ہیں۔

حضرت جوہر الملت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب و دیگر حضرات بھی علی پور شریف ہیں۔ دربار گوہر بار میں ہر طرح خیر و عافیت ہے۔

علی پور شریف میں بجلی کی رو آگئی ہے۔ شب کو ہر جگہ بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ بجلی کے پنکھے چل رہے ہیں۔

ارتحال

حاجی برکت علی صاحب بازار توپ خانہ لاہور کینٹ، بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں مرحوم بڑے مخلص اور بہت نیک انسان تھے۔ جملہ قارئین سے استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے دعاءِ مغفرت کریں۔ ادارہ بھی دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

معاونین رسالہ

جناب محمد عثمان صاحب احضرت مولانا الحاج ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کا نواسہ کنجاہ ۶۰ روپے

جناب مولانا محمد شفیع صاحب خطیب کاموں کے ۳۰ روپے

جناب غلام نبی صاحب آڑت مرچنٹ سانگلہ ہل ۱۰۰ روپے

جناب مولانا محمد جمیل صاحب موضع لوہری والا ضلع گوجرانوالہ ۴۰ روپے

جناب حاجی صوفی محبوب علی خاں صاحب لائل پور ۱۰۰ روپے

ادارہ ان تمام کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ ان کو ہر طرح کی خیر و برکت عطا فرمائے۔ آمین

بنام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مکرمی و محترمی۔ اسلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاۃ

ادارہ آپ کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ ایک سال تک قارئین رسالہ کے زمرہ میں شامل رہے ہیں اور اس کی سرپرستی فرمائی ہے اب خدمتِ اقدس میں اس ماہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے آئندہ سال کے لئے مبلغ دس روپے سالانہ چندہ کی آپ کی خدمت میں اپیل کی جاتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ آج ہی بذریعہ ڈاک چندہ ارسال فرمائیں گے یا ہمیں وی پی کرنے کا حکم دیں گے۔ یا ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر اپنے ارادہ سے آگاہ کریں گے۔ آپ کی طرف سے جواب نہ آنے کی صورت میں ہم اگلا شمارہ بذریعہ وی پی بھیجیں گے جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

نیاز مند

مدیر رسالہ